

شجران نسل اور ہمارا معاشرہ

ابو عبد اللہ اکرم رحیل

جب ہم تاریخ کے آئینہ میں گزشتہ اقوام و مل کے عروج و زوال کی داستانیں پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ نوجوان نسل ملک و قوم کا ایک ایسا قیمتی سرمایہ ہے جس پر ملک و ملت کی ترقی و ترقی منحصر ہے۔ اگر کسی معاشرے کو تندرست و توانا نوجوان میسر آجائیں تو معاشرہ بھی صحت مند اور توانا ہوگا بصورت دیگر وہ معاشرہ بیمار ثابت ہوگا۔ آج جس دور سے ہم گزر رہے ہیں میرے خیال کے مطابق نوجوان احساس کمتری کا شکار ہو چکا ہے کیونکہ معاشرہ اسے کوئی حیثیت نہیں دے رہا۔ اور نہ ہی نوجوان اس پوزیشن میں ہیں کہ اپنی عظمت رفتہ کو بحال کر سکیں۔ اگر نوجوان کی ذمہ داریاں سامنے آتی ہیں۔

جب بھی کوئی نوجوان بے راہ روی کا شکار ہو کر آخر کار اپنے انجام کو پہنچتا ہے اور کسی اصلی یا جعلی پولیس مقابلہ میں مار دیا گیا تو ہم معاشرہ تنقید کے تیر تو چلاتا ہے مگر اس بات پر کبھی غور نہیں کیا جاتا کہ آخر اس نوجوان نے یہ بڑی راہ کیوں اپنائی؟

کیلئے مسائل کے پہاڑ کھڑے کر دے گا۔ جس کے نتیجے میں کبھی والدین اپنے نوجوان بیٹے کی بری عادات سے تنگ آ کر خودکشی کر لیتے ہیں اور کبھی نوجوان بیٹا والدین کی لعن طعن اور نوک جھوک سے دلبرداشتہ ہو کر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ بعض اوقات نوجوان گھر سے راہ فرار اختیار کر لیتا ہے۔ اور اسی دوران ملک کے تخریب کار عناصر کے ہتھے چڑھ جاتا ہے۔ جنہیں ایسے ہی نوجوان کی ضرورتی ہوتی ہے۔ پھر یہ مفرد نوجوان تخریب کار بن کر ہزاروں جانوں کا بے جا خون بہاتا ہے۔ قتل و غارت، دنگ و فساد اس کی زندگی کا مقصد بن جاتا ہے۔ پھر کہیں پولیس مقابلہ میں ہلاک ہو کر اپنے

مصرف ہوتے ہیں۔ کوئی بھی اصل محرکات پر غور نہیں کرتا صرف نتائج پر جھنجھاتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ اس پر کبھی غور نہیں کیا البتہ ”کیا ہے؟“ کو ضرور ہدف تنقید بناتا ہے۔ یہ نوجوان تخریب کار کیوں بنا؟ اس نے اپنا ضمیر کیوں بیچا؟ قتل و غارت کے درپے کیوں ہوا؟ کیا یہ کہہ دینا کافی ہے کہ وہ چور ہے ڈاکو ہے تخریب کار ہے غدار ہے لہذا اسے یہی سزا ملنی چاہئے۔ محض نفرت اور مجرد اجتباب تو کوئی علاج نہیں یہ روگ اس وقت ہی ٹل سکتا ہے جب ہم سب ملکر اس کی تشخیص کریں گے آپ ایک کوڑھی کی بھی دیکھ بھال کرتے ہیں تب حق کا مریض بھی آپ کی مساعی کا مرکز بنتا ہے۔ ایک

رہے ہیں میرے خیال کے مطابق نوجوان احساس کمتری کا شکار ہو چکا ہے کیونکہ معاشرہ اسے کوئی حیثیت نہیں دے رہا۔ اور نہ ہی نوجوان اس پوزیشن میں ہیں کہ اپنی عظمت رفتہ کو بحال کر سکیں۔ اگر نوجوان کی ذمہ داریاں سامنے آتی ہیں۔

والدین کی فرمانبرداری:

نوجوان پر لازم ہے کہ جس طرح اس کے والدین نے اس کی بچپن میں پرورش کی اور اسے پر دان چڑھایا اب یہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور آرام و سکون کا سبب بنے یہ اسی صورت ممکن ہے جب ان کی اطاعت کرے گا۔ اگر نوجوان آوارگی کا

اندھے کیلئے بھی آپ کا دل اچھلتا ہے۔ لیکن اس اخلاقی طاعون پر آپ چسپیں بچیں کیوں نہیں ہوتے؟ آپ کے اخلاق کی آگ کیوں نہیں دھکتی آپ کا ضمیر کیوں نہیں جھنجھوڑتا؟

اگر ہم تحقیق کریں تو سمگلروں، جوار یوں، ڈاکوؤں اور چوروں کی تعداد پچاس فیصدی ایسے ہی نوجوانوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

آئندہ نسل کیلئے نمونہ:

نوجوانوں پر دوسری اہم ذمہ داری یہ ہے کہ آئندہ آنے والی نسل کیلئے ایسا نمونہ اور نقوش چھوڑے کہ وہ اپنی زندگی میں اچھی عادات و خصائل کے راستے متعین کر سکیں۔

اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کیلئے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ ناشائستہ حرکات اور رد و اخلاق سے کنارہ کش رہیں اگر اس کی گفتار و کردار میں ناشائستگی پائی جاتی ہے۔ تو چھوٹے بچے جو کہ نقالی میں مشہور ہیں ایسی گفتار و کردار کو اپنا کر اپنی زندگی خراب کر بیٹھیں گے۔ ماحاصل یہ ہے کہ نوجوان نسل چھوٹے بچوں کی تربیت کیلئے اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

ملک کے روشن مستقبل کی

ذمہ داری:

نوجوانوں پر تیسری اہم اور نازک ذمہ داری یہ ہے کہ اس نے آگے جا کر ملک و قوم کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لینی ہے۔ اور ملک کی ترقی کا انحصار اس کی قابلیت پر منحصر ہے اگر اس نے ایام شباب لھو و لعب میں بسر کئے تو یہ اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہو سکے گا۔ بلکہ وہ قوم و ملک کی پستی و تنزلی کا سبب بنے گا۔ اور آنے والی نسل اس پر

نفرت کے تیر پھینکے گی۔ کیوں کہ اس کی نااہلی اور غفلت کی وجہ سے ان کی آزادی چھین گئی۔

مذکورہ تین اہم ذمہ داریاں رکھنے والا نوجوان آخر اس قدر غفلت کا شکار کیوں ہے؟ اب ہمیں اس کے عوامل پر غور کر کے ان کا تدارک کرنا چاہیے تاکہ نوجوان نسل والدین کے لئے باعث سکون و آرام اور آئندہ نسل کیلئے بہترین نمونہ اور ملک و قوم کیلئے ترقی کا زینہ بن سکے۔

والدین کی بے توجہی

سب سے پہلا والدین کی بے توجہی ہے والدین بچے کا پہلا مدرسہ اور سکول ہیں اگر اس مکتب میں بچے کی صحیح تربیت ہو جائے تو وہ تاحیات معاشرے کیلئے ایک مفید فرد ثابت ہوگا۔

لیکن جب ہم والدین کا اپنی اولاد کے ساتھ برتاؤ دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اکثر والدین اپنی اولاد کے بارہ میں افراط و تفریط کا شکار ہیں کبھی بچے کے ساتھ اس قدر سختی کرتے ہیں جس سے وہ حوصلہ ہاریٹھتا ہے اور احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اس قدر محبت و پیار کیا

پڑھائی میں دل لگاتا ہے یا سکول سے فرار رہتا ہے۔ غرضیکہ بچہ کھل طور پر آزاد ہو جاتا ہے۔ ابھی اس میں اتنی سوچ و فکر کی قوت نہیں ہوتی کہ وہ اچھے برے، مفید و نقصان دہ میں امتیاز کر سکے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچے بے راہ روی کا شکار ہو کر ایام جوانی میں باغی ہو جاتے ہیں۔

بعض والدین جو اولاد کی تربیت کے اصولوں سے نا آشنا ہوتے ہیں وہ بچوں کے سامنے ایک دوسرے کو گالی گلوچ آپس میں لڑائی جھگڑا اور ایک دوسرے پر الزام و اتہام باندھتے رہتے ہیں جس کی بناء پر بچوں میں بھی یہ اخلاقی بیماریاں آہستہ آہستہ سرایت کر جاتی ہیں۔

والدین کیلئے ضروری ہے کہ وہ اولاد سے پیار و محبت اور غصہ و ناراضگی میں میانہ روی اختیار کریں اور ان کے سامنے ہر ایسی بات سے اجتناب کریں جس سے بچوں کی کردار کشی کا خطرہ ہو۔ اسلامی تعلیمات میں اسی مسئلہ کے بارے میں خاصی ہدایات موجود ہیں جس سے والدین کی آشنائی ضروری ہے۔

نوجوانوں کی بے راہ روی میں جہاں تربیت کی کمی ہوتی ہے وہاں فحش لٹریچر، سینما، ویڈیو سی آر، گانے بجانے اور اخبارات کی تربیت برہنہ یا نیم برہنہ تصاویر کا بھی اہم کردار ہے۔

فارغ البالی اور آوارگی

نوجوانوں کی اکثریت فارغ البال رہتی ہے۔ اور ان کے نزدیک نوجوانی نام بھی اسی چیز کا ہے کہ اچھا کھانا، اچھا پہنا، اور کسی چوراہے پر بیٹھ کر دوستوں کیساتھ خوش گپیاں ۲۰ ڈانٹا یا پھر کسی شریف

کہ بچہ نازیبا حرکات کا عادی اور ادب و احترام کی حدود بھلا بگ جاتا ہے۔ بعض والدین تو اولاد سے اس قدر غافل ہوتے ہیں کہ انہیں خبر تک نہیں ہوتی کہ ان کا بیٹا رات کی تنہائیاں کہاں بسر کرتا ہے اور دن میں کیسے لڑکوں کی صحبت اختیار کرتا ہے؟ وہ

زادی پر کھا جانے والی نگاہیں دوڑانا اور کسی کی عزت کو تار تار کرنا مطلب یہ ہے کہ نوجوان کے سامنے زندگی کا کوئی نصب العین نہیں ہوتا اور نہ ہی وقت کی اہمیت کا احساس اور نہ ہی وقت کے استعمال کا طریقہ کار اگر کھیل میں لگے ہیں تو کئی کئی گھنٹے گزر گئے اور نوجوانوں کی اس دیرینہ خواہش کو کرکٹ نے پورا کر دیا ہے جو ختم ہونے کا نام نہیں

تحقیق سے پتہ چلا کہ جاپان میں ہر شخص خواہ بچہ ہے یا بوڑھا مرد ہے یا عورت ہر ایک کا نام نیبل مقرر ہے اور اس کے چوبیس گھنٹے تقسیم ہیں۔ سونے، بیدار ہونے، کھیلنے پڑھنے اور ملاقات کے اوقات مقرر ہیں۔ بچہ جوان، بوڑھا اور عورت ہر ایک کا نام نیبل کے مطابق چوبیس گھنٹے صرف کرتا ہے جس کے صلہ میں اللہ نے انہیں دنیا میں یہ دیا ہے کہ آج

سر بلندی اور اسے کائنات کے کونے کونے تک پہنچانا اور دشمنان اسلام کا قلع قمع کرنا ہے اب یہ اتنا عظیم مقصد ہے کہ جس کے حصول کیلئے اگر چوبیس گھنٹے بھی صرف کئے جائیں تو کم ہیں میری اکثر ان نوجوانوں سے ملاقات ہوئی جو کالجوں اور سکولوں میں پڑھتے ہیں۔ سب نے یہی شکایت کی کہ کالج میں آزادی اور فارغ البالی بہت ہے۔ بعض نوجوان صرف اسی فراغت سے فائدہ اٹھا کر بے راہ روی کا شکار ہو گئے۔ اور معاشرے کیلئے ایک ناسور بن گئے حکومت وقت کا یہ فرض بنتا ہے کہ نصاب تعلیم کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کو ایک نظریہ حیات دیا جائے جس کی تیاری میں نوجوان ہر وقت مصروف رہیں۔

فحش ادب:

نوجوانوں کی ناگفتہ بہ حالت کا تیسرا سبب فحش لٹریچر ہے جو ناولوں، ڈائجسٹوں، اخبارات، ٹی وی اور وی سی آر کے ذریعے پھیلا جا رہا ہے۔ رسالوں اور ڈائجسٹوں میں اس قسم کے مضامین قسط وار شائع کئے جاتے ہیں جس میں ڈاکہ زنی اور چور بازاری کے ایسے ایسے مغربی طریقے بتلائے جاتے ہیں کہ نوجوان عادات نہ سہی بطور تجربہ چوری اور ڈاکہ زنی میں پھنس جاتا ہے۔ پھر عشق و محبت کی داستانیں اور اس پر مستزادنگی تصویریں جلتی پرتیل کا کام دیتی ہیں اور نوجوان بے حیائی کی دلدل میں پھنس کر اپنی دنیا و آخرت برباد کر بیٹھتا ہے۔ پھر رات کے وقت سینما گھر کی رونقیں دیکھیں تو دل بیٹھ جاتا ہے کہ رات گئے تک نوجوانوں کی اخلاقی بربادی کیلئے شو دکھائے جاتے ہیں اس کے ساتھ اخبارات نے تو ان پروگراموں کی تشہیر کا ٹھیکہ اٹھا

آج کل نوجوان سمجھتے ہیں کہ اچھا کھانا، اچھا پہننا، کسی چور اے پر بیٹھ کر خوش گپیاں لگانا یا سکولز و کالجز کے باہر گدھوں کی طرح منڈلانا جوانی کے لوازمات ہیں

بازاروں میں لوگ جاپانی مصنوعات کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ اسلام نے جو حقیقی زندگی بسر کرنے کا طریقہ بتلایا تھا وہ غیروں نے اپنا لیا ہے۔ تمام اسلامی احکام و حدود وقت کی پابندی کا سنہری سبق دیتے ہیں نبی علیہ السلام نے رات جلدی سونے اور صبح جلدی بیدار ہونے کی ترغیب دی ہے فضول گفتگو پر وقت صرف کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور صرف تین کھیلوں کے علاوہ باقی کو لعب سے تعبیر کیا ہے۔ شمشیر زنی، شہسواری اور تیر اندازی ان کھیلوں کا مقصد بھی صرف جہاد کی تیاری ہے۔

المختصر نوجوانوں کو اپنے اوقات کا استعمال یا اس کی اہمیت کا احساس از حد ضروری ہے یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب ان کی زندگی کا ایک نصب العین ہو جس کے حصول کیلئے ان کے شب و روز بسر ہوں۔ یہ عقدہ اسلام نے حل کر دیا ہے۔ کہ مسلمان کی زندگی کا نصب العین اللہ کے دین کی

لیتی۔ نوجوان بہت خوش ہیں کہ ہم انٹرنیشنل کھیل کھیل رہے ہیں یہ معلوم نہیں کہ ہمارے دشمن کی چال ہے کہ ہم اپنے اصل مقاصد کو بھول کر غفلت کی نیند سو جائیں۔

اگر ایک مخصوص وقت میں یہ کھیل کھیلا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ اس کھیل کے شوقین نوجوانوں کیلئے دن اور رات میں کوئی امتیاز نہیں رہتا۔

پھر اگر اوقات کو نوجوانوں کی بولے کی مجلس بیٹھ گئی تو پوری پوری رات گزر جاتی ہے کوئی وقت کا خیال نہیں رہتا تو یوں نوجوانوں کے چوبیس گھنٹے بے ترتیبی، آوارگی اور غفلت میں گزرتے ہیں۔

اگر ہم جاپان کی آج سے چالیس سالہ قبل تاریخ کا مطالعہ کریں تو دنیا کے نقشے پر غریب ترین ملک نظر آتا ہے مگر آج اس کی ترقی کا طوطی بول رہا ہے۔ اس کی مصنوعات چین اور امریکہ کو مات کر گئی ہیں اس مختصر عرصہ میں اس قدر ترقی کس طرح کی؟